غلام احمد قادیانی

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL

QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی للعہ ششماہی للعہ سہ ماہی عہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۸۵

مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۲۶ء یوم جمعہ مطابق ۲۸ رجب ۱۳۴۴ھ

جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خدا کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔

۹ فروری ڈاکٹر محمد شاہ نواز خان صاحب نے جناب مفتی محمد صادق صاحب کے مکان پر مستورات میں بچوں کی صحت کے متعلق لیکچر دیا۔

۶ فروری کو مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری اور مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی مولوی فاضل بنگہ (جالندہر) میں عیسائیوں کے ساتھ مباحثہ کے لئے گئے۔ جہاں سے بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مباحثہ نہایت کامیاب ہوا۔ ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے اقرار کیا۔ کہ احمدی مناظر کامیاب رہے۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب کے جس بچہ کی صحت کیلئے دعا کی تحریک کی گئی تھی۔ اسے خدا کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا سے صحت ہو گئی ہے۔

منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر جالندہر سے فارغ ہو کر واپس آ گئے ہیں۔

نظم

آغاز بہار

(گلہائے گوناگوں)

از جناب قاضی اکمل صاحب

مسکراہٹ سی لبوں پر جو نمودار ہوئی
شکر ہے کچھ تو توجہ۔ مری سرکار! ہوئی

اسقدر صدمے رہِ عشق بتاں میں پہنچے
طبیعت مری جینے سے بھی بیزار ہوئی

بے عمل ہو کے بھی خواہش ہے کہ پا جاؤں نجات
جیسے بڑھیا کہ وہ یوسف کی خریدار ہوئی

ٹوٹ جائے گا طلسمِ بُتِ ہیجی یکدم
جب کوئی طلعتِ محمود نمودار ہوئی

میں بھلے کی بھی جو کہتا ہوں بُرا مانتے ہیں
ایسی نادانوں کو۔ کچھ عادت انکار ہوئی

خیر اُمت ہیں مگر ہم ہیں نبوت سے بند
بات یہ کیا ذرا سوچو تو مرے یار ہوئی

صدؔ انگورہ نے ناچ اپنا دکھایا سب کو
احمدی مولوی بلواؤ یہ کہنا ہی پڑا
حبذا اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّیْ
امر ایزد کہ ہے قرآن میں باطاب الکلم
مصر و امریکہ سے ہو آئے بشیر اثر
لہریں اٹھتی ہیں کہ قلب میں کیا کیا اکمل

اچھی تجدید خلافت سر دربار ہوئی
اعتراضوں کی جو اغیار سے بھرمار ہوئی
نگہ شوق زیارت سے پر انوار ہوئی
اس کی تکمیل بہ ذات شہ ابرار ہوئی
نَنْقُصُ الْاَرْضَ مِنْ اَطْرَافِ کی جھنکار ہوئی
جیب سے یاں برق کی تار زیہ گفتار ہوئی

اخبار احمدیہ

جالندھر میں لیکچر (تار بنام الفضل)

چودھری عبدالحی خان صاحب جالندھر سے بذریعہ پیام برقی حسب ذیل اطلاع دیتے ہیں:۔ ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے ۷ر فروری کو یہاں تھیٹر جالندھر شہر میں ایک نہایت ہی کامیاب لیکچر دیا امریکہ اور اسلام کے عنوان پر اپنے قیمتی خیالات کا اظہار فرمایا رؤساء شہر علماء و فضلاء اور مختلف مذاہب کے چیدہ چیدہ اشخاص کی ایک خاصی تعداد جلسہ میں حاضر تھی۔ جو کے پیرو اس شہر میں بود و باش رکھتے ہیں۔ حاضرین از حد محظوظ ہوئے۔ تقریر ان روحانی اور مادی تجارب کے حالات سے بھی مملو تھی۔ جو جناب مفتی صاحب کو ممالک مغربیہ میں حاصل ہوئے۔

احمدی مبلغین کی تقریریں امرتسر میں

امرتسر کے چند سعادت مند نوجوانوں نے اشاعت اسلام نام ایک ایسی انجمن قائم کی ہے۔ جس کا مقصد مذاہب غیر کی تردید اور اسلام کی اشاعت ہو۔ اس انجمن کے ماتحت اس وقت تک کئی ایک جلسے ہو چکے ہیں۔ جنہیں ہر فرقہ کے مقررین نے تقریریں کیں۔ ۵ر فروری ۱۹۲۶ء کو اس انجمن نے میدان لنڈا میں ملکانہ راجپوتوں کے حالات اور واقعات شدھی اور آریہ سماج کے اعتراضات کے جوابوں کے لئے ایک جلسہ منعقد کیا۔ قادیان سے مولوی عبدالرحیم صاحب نیر مبلغ انگلستان و افریقہ حافظ محمد عمر صاحب اور ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم کو مدعو کیا۔ ان ہر سہ مقررین نے اپنے مضامین نہایت عمدگی سے بیان کئے۔

اب اسی انجمن کے زیر انتظام چھ دن ۲۰ر فروری سے مع مارچ اسلام آریوں سے مباحثہ قرار پایا ہے۔ غیر احمدی مولوی مخالفت کر رہے ہیں۔ کہ احمدیوں کو نہ بلایا جائے۔ حالانکہ آریوں کا مقابلہ سب کا مشترکہ کام ہے۔ خاکسار محمد شفیع از امرتسر

جماعت احمدیہ پنڈ دادنخان

خدا کے فضل سے پنڈ دادنخان میں جماعت کا قیام ہو چکا ہے۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی منظوری سے اصحاب ذیل کارکن منتخب کئے گئے ہیں (۱) میاں محمد بخش صاحب پریذیڈنٹ (۲) غلام محمد سیکرٹری (۳) میاں فضل کریم صاحب وکیل محاسب۔ خاکسار غلام محمد سیکرٹری

یونیورسل اپیل

سلسلہ کا ایک انگریزی سہ ماہی رسالہ ہے جو ایک جوشیلے احمدی نوجوان نے رنگون سے جاری کیا ہے۔ انگریزی خوانوں میں تبلیغ کے واسطے تقسیم کرنے کے لئے اسے بہت مفید پا کر ہمارے مکرم بھائی سیٹھ عبداللہ صاحب سکندر آبادی نے بھی فرمایا تھا کہ تحریک کی جائے۔ کہ مختلف جماعتیں ہر سہ ماہی پر دو سو پرچے خرید کر تقسیم کر دیں۔ تو بہت فائدہ ہو۔ اور اتنے ہی پرچے انہوں نے جماعت حیدر آباد کی طرف سے خرید کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ سب جماعتیں اس قدر تو غالباً نہ خرید کر سکیں۔ لیکن ہر سہ ماہی پر اگر سب بڑی جماعتیں پچاس پچاس پرچے کم از کم منگوا کر اپنے شہروں میں بانٹ دیں۔ تو انشاء اللہ انگریزی خوانوں کے درمیان تبلیغ کا کام بہت اچھا ہو سکتا ہے اور ارزاں۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ سب کو مفت تقسیم کئے جائیں۔ جہاں ممکن ہو قیمتاً دیئے جائیں۔ جہاں مناسب ہو مفت۔ قیمت فی پرچہ ۴ر سالانہ ایک روپیہ۔ خط و کتابت بنام ایڈیٹر یونیورسل اپیل پوسٹ بکس نمبر ۹۲۴ رنگون ہونی چاہیئے۔

خادم محمد صادق عفا اللہ عنہ

تاجر اصحاب کے لئے

(۱) برادرم حافظ محمد احسان صاحب صدیقی جو ماریشس میں تبلیغ احمدیت کرتے رہے ہیں۔ کچھ عرصہ کے لئے ہندوستان آئے ہیں۔ اور عنقریب انشاء اللہ پھر ماریشس جانے کا ارادہ ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ جو احمدی احباب جو تجارت پیشہ ہیں۔ ان سے خط و کتابت کریں۔ تو وہ انشاء اللہ ان کا مال جو ماریشس میں فروخت ہونے کے قابل و مناسب ہو گا۔ وہاں پر ان سے منگوانے کی کوشش کریں گے۔ اور نیز جو احمدی تاجر وہاں پر اپنی ایجنسی قائم کرنا چاہیں گے۔ انشاء اللہ اس کا انتظام بھی کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ خط و کتابت کرنے کے لئے ان کا پتہ یہ ہے۔ حافظ محمد احسان احمدی صدیقی ساڈھورہ۔ محلہ گڑھی۔ ضلع انبالہ۔

خاکسار محمد شفیع ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن۔ کبیر والہ (ملتان)

(۲) جو احباب ہر اقسام و اجناس کی تجارت کو بڑھانا چاہتے ہیں اور اپنا مال کمیشن پر فروخت کرانا چاہیں۔ ذیل کے پتہ سے خط و کتابت کریں۔ محمد فوجدار گلاس ایکسپورٹ و کمیشن ایجنٹ۔ قصور

نظارت امور عامہ کے اعلان

(۱) جنوبی ہند کی ملازمت کے متعلق جو درخواستیں امیدوار احباب نے بھیجی تھیں وہ وہاں بھیج دی گئی ہیں۔ ابھی تک ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ جن کا نام منتخب ہو گا۔ الفضل میں شائع کر دیا جائیگا۔ کوئی جواب انفرادی طور پر دفتر ناظر امور عامہ کی طرف سے نہ دیا جائے گا۔ احباب یاد دہانی کے لئے خطوط نہ بھیجیں۔

(۲) ہمارے پاس بعض ایسے ناخواندہ احباب کی درخواستیں آئی ہوئی ہیں۔ جو مزدوری وغیرہ کا کام کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی دوست ایسے احباب کی ملازمت یا کام کا انتظام کر سکیں۔ تو وہ دفتر ناظر امور عامہ میں اطلاع دیں۔ اور آئندہ بھی اگر کوئی موقع ہو تو مطلع فرماتے رہا کریں۔

(۳) افریقہ میں ملازمت کے متعلق الفضل میں جو اعلان کیا گیا تھا۔ اس کے متعلق اب دوست درخواستیں نہ بھیجیں۔ کیونکہ بہت سی درخواستیں افریقہ بھیجی جا چکی ہیں۔ اور جب تک ان کا کوئی فیصلہ نہ ہو اور درخواستیں وہاں نہیں بھیجی جا سکتیں۔

نظارت تعلیم و تربیت کا اعلان

اگر کسی جماعت کو امام کی ضرورت ہو تو دفتر نظارت تعلیم و تربیت سے خط و کتابت فرمائیں۔

ایک گمشدہ حمائل

جلسہ سالانہ ۱۹۲۵ء کے موقعہ پر اندرون قصبہ لاہوری ٹھہرنے کے کمرہ میں کوئی صاحب مجلد حمائل مترجم کتاب گھر قادیان بھول کر چھوڑ گئے ہیں۔ جن کی ہو نشان دیکر بذریعہ ڈاک مجھ سے منگوا سکتے ہیں۔

سید محمد اسحٰق ناظر ضیافت۔ قادیان

ولادت

بتاریخ ۳ر فروری خاکسار کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ احباب مولود کی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔ غلام رسول۔ خانیوال

درخواست دعا

احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ میرے مقاصد دین و دنیا میں کامیابی عطا فرمائے۔ علی احمد قادیان

دعائے مغفرت

والدہ عبدالجلیل خان و عبدالمجید خان صاحب قریباً ایک سال کی بیماری کے بعد ۱۱ر فروری ۱۹۲۶ء کو فوت ہو گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون مرحومہ خدا کے فضل و کرم سے بہت سی خوبیاں رکھتی تھیں نماز پنجگانہ وقت اول وقت میں ادا کرنے میں بہت حریص تھیں۔ اور نماز تہجد بھی سونے سے پہلے رات کو اٹھکر ہر موسم میں باقاعدہ ادا کرتی تھیں۔ ہر ایک کی خوشی اور دکھ درد میں شریک ہوتی رہتی تھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
یوم جمعہ۔ قادیان دارالامان - ۱۲ فروری ۱۹۲۶ء

فرضِ تبلیغ

جن مبصرین ژرف نگاہ نے قوموں کی ترقی و تنزل کے علل و وجوہ پر بحثیں کی ہیں۔ انہوں نے اپنی تدقیق و تحقیق سے چند ایسے نظریئے قائم کئے ہیں۔ جو جہاں یہ پتہ دیتے ہیں کہ اوج عروج سے گرنے کے یہ سامان ہیں۔ وہاں ہی وہ اس بات سے بھی باخبر کرتے ہیں۔ کہ اگر ان کو مدنظر رکھا جائے تو ایک قوم جو قعر گمنامی میں پڑی ہے یا جو ابھی طفل شیر خوار کی سی کائنات رکھتی ہے۔ ان کو زیر عمل کرے۔ تو وہ اُٹھ سکتی ہے۔ برپا ہو سکتی ہے۔ طاقت پکڑ سکتی ہے۔ یا اگر وہ قائم شدہ ہے۔ اور ہے وہ ابھی ضعیف و ناتواں اور کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ بجائے استوار ہونے کے نزار ہو رہی ہے۔ اور بجائے ترقی پانے کے تنزل کی طرف اس کا قدم بڑھ رہا ہے۔ تو وہ سنبھل سکتی ہے یہ نظریئے کیا ہیں۔ اور قوموں کی حیات و ممات کے ساتھ ان کا کیسا الجھا ہوا تعلق ہے۔ ایک شذرہ طویل کے محتاج ہیں۔ اور ان کا بیان کسی حد تک طوالت کو چاہتا ہے۔ مگر اس طول بیانی میں پڑنا شاید اس قدر مفید نہ ہو گا جس قدر یہ بتا دینا۔ کہ ان کا بیشتر حصہ اُن فرائض کو مدنظر رکھ کر قائم کیا گیا ہے۔ جو یا تو افراد قوم نے خود اپنے ذمہ قرار دیئے۔ یا کسی ہستی بالاتر نے وہ فرائض ان کے ذمہ لگائے۔

یہ فرائض کسی طرح کے ہی ہوں۔ اور کسی کی جانب سے ہی لگا گئے ہوں۔ بہر حال ان کی بجا آوری لازم و لابد ہوتی ہے۔ اور اگر ایک قوم ان کو بجا لاتی ہے۔ تو وہ اپنی زیست و حیات کے سامان بہم پہنچاتی ہے۔ اور اگر ان سے غفلت کرتی ہے اور ایک عام بے توجہی ان کی طرف برتتی ہے۔ تو وہ اپنی تباہی اور بربادی کے سامان خود پیدا کرتی ہے۔ امثلہ و نظائر پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ نظام قدرت اس بات کو پیش کر رہا ہے۔ کہ ترقی و تنزل نہیں نہیں حیات و ممات فرض کی ادائگی اور عدم ادائگی میں پوشیدہ ہے۔

ایک قوم اُٹھتی ہے۔ جہاں گیری اور جہانبانی کی خواہش کرتی۔ اور تسخیر عالم کو اپنا فرض قرار دے لیتی ہے لیکن کیا سمجھتے ہو۔ کہ اگر دس پانچ ممالک زیر نگیں کر کے وہ آگے قدم نہ اُٹھائے۔ اور یہ تو کہے۔ کہ دنیا کو مطیع و منقاد کرنا ہے مگر کرے کچھ نہ۔ تو وہ ترقی کر سکتی ہے۔ یا بالفاظ دیگر وہ زندہ رہ سکتی ہے؟ حاشا و کلا! اس کی زندگی اسی میں ہے۔ کہ وہ اس فرض کیلئے عام اس سے کہ وہ فرض درست ہے یا غلط۔ ممکن ہے یا ناممکن۔ پوری پوری جدوجہد کرتی رہے اور اس کے افراد بلا تفریق احدے اپنے اندر اس بات کا ولولہ رکھتے ہوں کہ ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے۔ خواہ اس کو فتح کرتے ہوئے جان کے ہی لالے کیوں نہ پڑ جائیں۔

یہ وہ فرض ہے۔ جو ہوس جہانگیری کی وجہ سے ایک قوم آپ اپنے ذمے لگاتی ہے۔ لیکن اس کے دوش بدوش ایک اور فرض ہوتا ہے۔ جو ایسی قوم خود تو اپنے ذمے نہیں لگاتی۔ بلکہ وہ ہستی بالاتر اس کے لئے قرار دیتی ہے۔ جسے خدا کہتے ہیں۔ اور وہ فرض ظلم رانی سے بچنے کے متعلق ہے۔ جسے اگر حق کوشی اور نشر عدل و انصاف کہہ لیا جائے تو نادرست نہ ہو گا۔ پس جب ایک قوم ملک گیری اپنے لئے قرار دے لے۔ تو ظلم سے بچنے کا فرض خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے ذمہ لگایا جاتا ہے۔ جو نشر عدل و انصاف کے مترادف ہے۔ اگر ایک قوم ملک گیری کے لئے تو قدم بڑھاتی ہے۔ لیکن ظلم سے نہیں بچتی۔ اور عدل نہیں کرتی تو وہ اپنے مدعا و مقصد کے پانے میں کامیاب نہیں ہو سکتی بایں نمط اگر کسی ایسی قوم کے ذمے کہ جو اس بات کو اپنا نصب العین ٹھیرا لے کہ ہم خالص "حزب اللہ" بنیں گے اور اس کے ذمے اسی اللہ کی طرف سے کہ جس کے حزب بننے کو اس نے اپنا منتہائے آرزو تجویز کیا ہے۔ ابنائے آدم کی بہبودی اور فلاح فرض قرار دی جائے۔ اور وہ قوم یہ تو چاہے۔ کہ ہم حزب اللہ بن جائیں۔ لیکن یہ نہ چاہے کہ ہم جنس اشرف کی بہبودی و فلاح کے لئے کچھ کریں بھی تو کیا خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ زندہ رہ سکتی ہے۔ اور یا اگر زندہ رہ سکتی ہے۔ تو اپنے مدعا و مقصد میں بامراد ہو سکتی ہے؟ لا واللہ! اس کی زندگی۔ اس کی حیات۔ اس کی زیست۔ اس کا قیام۔ اس کا ثبات اگر ہے۔ تو اسی میں کہ وہ اس فرض کے لئے بھی سعی موفور کرے۔ جو خود اس نے اپنے لئے تجویز کیا اور اس فرض کی بجا آوری کے لئے بھی نطاق جلادت کسے جو خدا کی طرف سے اس خصوص میں اس کے ذمہ لگایا گیا یہودی قوم کی تباہی اور عیسائی قوم کی بربادی آنکھوں کے سامنے ہے۔ جو درس آموز ہے۔ مگر ضرورت ہے تو دیدہ عبرت کی کیا یہ قومیں اپنے فرائض سے منہ موڑ کر زندہ رہ سکیں؟ اس کا جواب تاریخ دیگی۔ پھر کیا اپنے فرائض سے غفلت کر کے خیرامت برپا رہ سکتی ہے؟ آہ! دھڑکتے ہوئے دل تھراتے ہوئے جسم۔ لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کہنا پڑتا ہے "نہیں"۔ پھر کیا یہ خوفناک نظارہ نہیں۔ کہ وہ قوم جو صور اسرافیل کے پھونکے جانے تک قائم رہنے کے لئے کھڑی کی گئی تھی۔ اتنی جلدی اپنے درس وفا کو فراموش کر دے۔ اور دکھا دے۔ کہ وہ اسی تباہی و بربادی کے گھاٹ اتر رہی ہے۔ کہ جس پر اس کی بہنیں یعنی اُمم سابقہ اُتر چکی ہیں؟

وہ مردہ قومیں جن کی ہڈیاں اگر نہیں۔ تو گوشت پوست تو ضرور گل سڑ چکا ہے۔ آج پھر ہیجان میں آ رہی ہیں۔ بیشک وہ مردہ ہیں۔ اور اک مشت استخوان سے بڑھکر نہیں۔ مگر وہ اس عالم مردگی میں ہی جدوجہد کر رہی ہیں۔ کہ زندگی کا ثبوت دیں۔ آریہ قوم نے جو عملاً اور عرفاً دم توڑ رہی ہے۔ مرتے مرتے میدان ارتداد میں جا ایک ہچکی لی۔ یہودی قوم جو مردہ سی صد سالہ تھی۔ پھر مرکز یہودیت کے قیام میں کوشاں ہے۔ پونیت جو قیام و فنا کی کشاکش میں فنا کے ہاتھوں پڑی۔ پڑی ہے۔ کہ دست فنا کے فولادی پنجے سے نجات پانے رہگئے ہائے دوائے! کہ جو قوم زندہ تھی۔ اور زندہ رہنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ وہ مر رہی ہے۔ اور وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ (محمد ۳۸) جیسی تہدید کے ہوتے ہوئے بھی مر رہی ہے۔ اور پھر غضب یہ ہے۔ کہ اس کے ساتھ ہی زندگی کی خواہش بھی مر رہی ہے۔

عالم نزع تو اس پر طاری ہے سکرات موت کی اُسے کیا تو اسیر ہے۔ مگر ستم یہ ہے۔ کہ وہ نہ مانتی ہے۔ اور نہ جانتی کہ میں کس حال میں ہوں۔ اور میرے اس حال کا انجام کیا ہو گا کیا اس مریض سے بڑھکر بھی کوئی اپنی جان کا بیری ہو سکتا ہے جو ایک مہلک مرض میں تو گرفتار ہے۔ لیکن خود تو خود بتانے پر بھی نہیں مانتا۔ کہ میں کس بلا کا شکار ہوں؟

یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ پہلے ہی سے کہا گیا ہے کہ یہ مر گئی۔ اس میں سب وہ باتیں پیدا ہو نگی۔ جو یہودیت میں پیدا ہوئیں اور جن سے سمجھا گیا۔ کہ وہ مر گئی۔ لیکن یہی نہیں کہ موت کی خبر دی گئی۔ اور کوئی چارہ کار نہ بتایا گیا۔ نہیں بلکہ یہ بھی بتایا گیا۔ کہ اس کے لئے اک مسیحا بھی آئے گا۔ جو اس کی مرضوں کا درماں۔ اس کے دکھوں کا مداوا۔ اور اس کے روگوں کا علاج ہو گا۔ اور اسے موت کے منہ سے نکال لائے گا۔ اور اسی فرض کو یاد کرائے گا۔ کہ جس فرض کے فراموش کرنے یا کے بجا نہ لانے سے تخت کی جگہ تختہ نصیب ہوا۔ وہ فرض کیا ہے؟ میں پھر یاد کرائے دیتا ہوں۔ وہ اعلائے کلمۃ اللہ وہ تبلیغ و اشاعت اسلام ہے۔ وہ یہی ہے۔ جس جس

انسان کی فلاح و بہبودی منحصر ہے۔ اور جو حزب اللہ بننے کی متمنی ہو۔ ہم نے لئے بطور فرض کے ہے۔

آج ملل و نحل اسلام پر یورش کر رہے ہیں۔ کفار و فجار اسکو نابود کرنے کے درپے ہو رہے ہیں۔ اجانب و اغیار اس کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے لئے منصوبہ بازیاں کر رہے ہیں۔ مگر تیرہ کاری دیکھئے۔ ایسی پٹی آنکھوں پر بندھ گئی ہے کہ رات تو رات دن کو بھی سود و زیاں کچھ سوجھائی نہیں دیتا۔ اور یہ اس ہمدرد کو بھی نہیں پہچان سکتے۔ جو آسمان سے ان کا ہمدرد بن کے آیا۔ جو ان مردوں کے حق میں مسیحا تھا۔ اور جس کے نشتر اور نے جان بخش کو انہوں نے قبول نہ کیا۔ جو کوثر و تسنیم سے اک جُرعہ آب حیات ان کے لئے کاٹ کر لایا۔ مگر انہوں نے اپنی کشتۂ حیات کو اس سے نہ سینچنا تھا نہ سینچا۔

اسلام بے شک بڑے بڑے خطروں میں سے گذرا مگر آج بھی جو خطرہ اُسے ہے۔ وہ کم خوفناک نہیں۔ قوموں کی قومیں اس پر حملہ آور ہو رہی ہیں۔ آریہ الگ کوشاں ہیں۔ مسیحی الگ اپنی کوششوں کو انتہائی حد تک پہنچانے کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں۔ وہ فنڈ بہم پہنچا رہے ہیں۔ مبلغین پیدا کر رہے ہیں اور اور طرح پر کوششیں کر رہے ہیں۔ وہ اب اسلام کی اس تنظیم کو توڑنا چاہتے ہیں۔ جو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دم قدم کی برکت سے ہوئی۔ چنانچہ ان کی کوشش کا اندازہ حسب ذیل الفاظ سے ہو سکتا ہے۔ جو سٹیٹسمین میں چھپے ہیں:۔

"لندن۔ ٹیس برو میں مشنری نمایش کا اختتام کرتے ہوئے درہم کے بشپ نے مشنری خدمات کی اہمیت پر زور دیکر کہا۔ کہ اسلام کی تنظیم جدید ایسی مستحکم بنیادوں پر قائم ہو رہی ہے کہ اب یہ خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ کہ اسلام آیندہ سارے ایشیا اور افریقہ کا واحد مذہب بن جائے گا اگر ان بر اعظموں کے باشندوں کی اقتصادی حالت درست ہو گئی۔ اور انہوں نے ہمارے عیسائی تخیل سوشل و تجیبو (؟) اور خوشنما تمدن سے بے نیاز ہو کر اور ہماری ان چیزوں سے منہ پھیر کر کام کرنا شروع کر دیا۔ تو برطانی ہنر مندیاں اور صنعت کاریاں کس طرح اس کا مقابلہ کرینگی"

ادھر اس تنظیم کو توڑنا چاہتے ہیں۔ اور ادھر "دین و ایمان" کے لئے مشنری بہم پہنچا رہے ہیں۔ چنانچہ ان کی ایک اپیل اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ جس میں مسیحی مجلس کلیسا کے نائب سکرٹری نے بیان کیا کہ ہمیں چار سو تیس (۴۳۰) مشنریوں کی ضرورت ہے، ایسا ہی وہ کہتے ہیں۔ کہ اب تک جو کام مسلمانوں میں ہوتا وہ بالکل ابتدائی تھا۔ اب انتہائی طور پر اس کو کرنا ہے تو کیا ان حالات میں یہ ضروری نہیں۔ کہ غفلتوں کو چھوڑ کر اس فرض کو ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔ جو تبلیغ کہلاتا ہے۔ جسے اعلائے کلمۃ اللہ کہتے ہیں۔ جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر نام دھراتا ہے؟ یقیناً یہی ضروری ہے مگر یہ فرض ادا نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیا جائے۔

پس آج تک تم نے اپنی کوششیں تو کر کے دیکھ لیں۔ اب اس جری اللہ فی حلل الانبیاء کے لوائے ظفر بوس کے نیچے جمع ہو کر بھی دیکھ لو۔ کہ جس کا پھریرا فضا میں لہرا رہا ہے اور جس کی پھڑپھڑاہٹ ادھر اگر رود بار انگلستان سے بھی پرے جا پہنچی ہے۔ تو ادھر آب نیل میں بھی اس نے جا تموّج پیدا کیا ہے۔ ادھر اگر نئی دنیا کو ہوائے عطر بیز اجھونکی پہنچا رہی ہے تو ادھر جزائر کے رہنے والوں کے مشام جان بھی تازہ کر رہی ہے۔

حق برزبان جاری

مولوی ثناء اللہ صاحب وہ شخص ہیں۔ جو کبھی بھی تعلیم احمدیہ کے صحیح البنیاد ہونے کے قائل نہ ہو سکتے تھے۔ مگر آج مولوی صاحب بھی اس کے قائل ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور بالکل آزادانہ طور پر تسلیم کر رہے ہیں۔ کہ تعلیم احمدیہ بسبب صحیح البنیاد ہونے کے اسقدر مؤثر ہے کہ اگر کسی بیرونی اثر سے خالی ہو کر کوئی فرد بشر بگوش ہوش اسے سنے۔ تو فوراً اس سے متاثر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب اہلحدیث (۵؍ فروری) میں امرتسر کی ایک ایسی انجمن کے ایک جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے کہ جو صرف اور صرف اشاعت اسلام کے لئے بنائی گئی ہے۔ اور جس کے ارکان و ممبر مختلف فرقہ ہائے اسلام سے تعلق رکھتے والے ہیں۔ پہلا اقرار تعلیم احمدیہ کے مؤثر ہونے کا اسطرح کرتے ہیں

"یہ جلسہ حسب اعلان مولوی اسمٰعیل غزنوی کی صدارت میں کئی روز تک ہوا۔ اور مرزائی مبلغوں نے تقریریں کیں تقریروں کے بعد مولوی محمد اسمٰعیل غزنوی نے اپنی صدارت کی حیثیت سے آریوں سے مناظرہ کا اعلان بھی کر دیا۔ چنانچہ اس کا اثر اہل اسلام امرتسر پر یہ ہوا۔ کہ بعض ناواقف مسلمان مرزائیوں کو آریوں کی تردید کرنے کی وجہ سے اسلام کا بہترین خدمتگار سمجھنے لگے" (اہلحدیث ۵؍ فروری)

دوسرا اقرار تعلیم احمدیہ کے صحیح البنیاد ہونے کے سبب مؤثر ہونے کا اس طرح کیا:۔

"مناظرہ آریہ میں مرزائیوں کے پیش کرنے میں نقصان ہوگا یعنی سادہ لوح مسلمانوں کو ان کی (احمدیوں کی) طرف رغبت ہوگی۔"

تیسرا اقرار اس افسوس کے ساتھ کیا ہے:۔

"چونکہ ان ارکان پر مرزائیوں کا اثر ہو چکا تھا۔ انہوں نے اس تجویز کو نہ مانا"

پھر چوتھا اقرار بھی اسی طرح کف دست ملتے ہوئے کیا:۔

"مجلس علماء نے ان نوجوانوں کو جن میں مولوی اسمٰعیل غزنوی بھی ہیں۔ ضرور سمجھایا تھا ...... کہ آریوں کے مباحثہ کے بعد مرزائیت کا اثر شہر میں پھیلنے کا خطرہ ہے اسلئے تم لوگ یہ کام نہ کرو۔ مگر انہوں نے نہ مانا"

مولوی صاحب کے ان اقراروں کے ساتھ ساتھ مولوی صاحب کی یہ کوشش بھی نظر آ رہی ہے۔

(ا) "اسپر علماء کو فکر ہوئی۔ تو مجلس علماء میں بعد غور و فکر تجویز ہوئی۔ کہ جدید انجمن اشاعت اسلام کے ان ممبران کو جو مرزائی عقائد کے نہیں ہیں۔ سمجھایا جائے۔ اہلحدیث ۵؍ فروری)

(ب) "بعض سادہ لوح مسلمانوں کی گمراہی کے خطرہ سے مجلس علماء نے ان نوجوانوں کو جن میں مولوی اسمٰعیل غزنوی بھی ہیں۔ ضرور سمجھایا تھا۔ (اہلحدیث ۵؍ فروری)

ایک طرف تو ہمیں خوشی ہوئی۔ کہ آخر مولوی صاحب نے تعلیم احمدیہ کے جذب و تاثیر کو مانا۔ لیکن رنج بھی ہوا۔ کہ مولوی صاحب نے بمعیت چند رفقا کار جوشیلے نوجوان مسلمانوں کے جوش حق کو بدہم اور ان کی غیرت مذہب کو ماند کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ اور یہ نہ سوچا کہ یہ کوشش کیا معنے رکھتی ہے۔

آریوں کی دریدہ دہنی شہرہ آفاق ہے۔ اور حالات زمانہ اب کچھ ایسے ہو رہے ہیں۔ کہ آریہ اور بدزبانی شاید مترادف لفظ بن جائیں۔ اور بدزبانی بھی وہ بدزبانی جو کسی زید بکر عمر کے لئے نہیں۔ بلکہ اس فخر دو جہاں صلعم کے حق میں کہ جو دنیا میں رحم مجسم بن کر آیا۔ کیا مولوی صاحبان چاہتے ہیں۔ کہ آریوں کو ان کے گھر تک پہنچانے کی کوشش نہ کی جائے اور اسلام اور رسول اسلام صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور کتاب اسلام اور خدائے اسلام کے حق میں جو ان کے منہ میں آئے کہیں۔ اور ہم سنتے رہیں۔ آہ! کسی احمدی سے یہ امید نہ رکھو اور ایسا ہی ان حب رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم رکھنے والے افراد سے بھی کم ہی ایسی امید کرو۔ جنھوں نے ان اغراض مخصوص کے لئے اشاعت اسلام نام سے یہ انجمن بنائی۔ بالآخر کیا مولوی صاحب اس بات کی اجازت دینگے۔ اگر کوئی ان سے یہ سوال کرنے کی جرأت کرے۔ کہ مولوی صاحب اگر عامۃ الناس پر علماء یا کسی مجلس علما وغیرہ کا بیرونی اثر نہ ہو۔ تو فطرتی طور پر ان کے ہاتھ امرتسر سے کلکتے تک کے سفر کے درمیان کس پر پتھر برسائینگے اور کس پر پھول؟

فرقہ ناجیہ کی علامات

اسلام میں انشقاق و اختلاف شروع ہؤا۔ اور فرقہ بندی ہوتی گئی۔ آج بہت سے فرقے اور جماعتیں الگ الگ نظر آتی ہیں۔ اور اسلامی شیرازہ درہم برہم ہو چکا ہے۔ یہ اختلاف بتلاتا ہے۔ کہ لوگ شریعت بیضا اور سراج منیر سے دور ہو چکے ہیں۔ کیونکہ ہمیشہ افتراق اور تخالف کا موجب تاریکی اور ظلمت ہؤا کرتی ہے۔ حامیانِ اسلام کا یہ سلوک اور پھر معاندین کی حصار اسلام پر پیہم گولہ باری کچھ ایسی باتیں نہ تھیں۔ کہ خدا اسے قدیان کو دیکھتا اور خاموش رہتا۔ کیونکہ اس نے فرمایا تھا۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون۔ زمانہ تقاضا کر رہا تھا۔ کہ پیاسوں کے لئے آسمانی پانی نازل ہو۔ اور جویان حق کے لئے مشعل اور گم گشتگان راہ کے لئے ہادی بھیجا جائے۔ جو ایک طرف دشمنان اسلام کی رہنمائی کرے۔ اور ان کو درطۂ شبہات سے نکالے۔ اور دوسری طرف مختلف اسلامی فرقوں کو ایک مرکز پر جمع کرے۔ اور ان میں سے مخالفت اور عداوت کو دور کرے۔ پس زمانے کا تقاضا پیدا ہوا۔ اور آسنے والا عین وقت پر آگیا۔ اور اس نے کہا ؎

فلا تعجب بما جئنا بنورٍ ۔ بدت عین اذا اشتدّ الاوام

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

"ان بنی اسرائیل تفرّقت علےٰ ثنتین وسبعین ملّۃ وتفترق امتی علےٰ ثلاثٍ وسبعین ملّۃ کلھم فی النار الّا ملّۃ واحدۃ۔ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ و اصحابی" (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۸۹) کہ میری امت کے ۷۳ فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ ہی جنت میں جائے گا۔ باقی سب فرقے دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ رضؓ نے دریافت کیا۔ کہ وہ کونسا فرقہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا۔ کہ جو میرے اور میرے اصحاب کے طریق پر ہوگا"۔

مسلمانوں کا ہر ایک فرقہ خواہ وہ احادیث کا قائل ہو یا نہ اپنے آپ کو ہی ناجی سمجھتا ہے۔ اور باقی فرقوں کو "ما انا علیہ و اصحابی" سے خارج قرار دیتا ہے۔ لیکن ایک متلاشی حق انسان کیونکر جانے کہ فی الواقع فلاں فرقہ ہی ان عقائد کا حامل اور ان اعمال کا پابند ہے۔ جن پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضؓ تھے۔ اس فیصلہ کے لئے احادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔ مگر چونکہ اس صورت میں یہ گنجائش رہ سکتی ہے۔ کہ یہ احادیث اہلسنت کی ہیں۔ یا اہل تشیع کی اور پھر کسی طور پر مجروح تو نہیں۔ اس لئے میں ذیل میں قرآن پاک سے ہی چند معیار اور علامتیں درج کرتا ہوں۔ جن پر ایک سطحی نظر ڈالنے سے ہی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ موجودہ فرقہائے اسلامیہ میں سے کونسی ایسی جماعت ہے۔ جو حقیقتاً صحابہ کرام رضؓ کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔

معیار اوّل

عقائد کے لحاظ سے فیصلہ کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ آیت بیان فرمائی ہے۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علےٰ الدین کلّہٖ ولو کرہ المشرکون (الصف ع۱) کہ ہم نے رسول پاک صلعم کو "الھدیٰ" اور "دین الحق" دے کر بھیجا ہے تاکہ وہ تمام ادیان پر غالب کیا جاوے۔ اگرچہ مشرک لوگ اس کو ناپسند ہی کریں"۔ اس آیت میں بتلایا گیا ہے۔ کہ محمد عربی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے دین اور عقائد کی یہ علامت ہے۔ کہ وہ دیگر ادیان باطلہ پر غالب آتے ہیں۔ اور دوسرے مذاہب ان کے سامنے مغلوب ہو جاتے ہیں۔ اب اس آیت کی رہنمائی سے یہ گر ہمیں مل گیا۔ کہ وہ عقائد اسلامیہ جو غیر مذاہب کے مقابلہ میں غالب رہیں۔ وہی حقیقتاً رسول پاک صلعم کے عقائد تھے۔ اور وہی "دین الحق" ہے۔ جس کو لے کر فاران کی چوٹیوں سے طلوع کرنے والا چمکا۔ اور اسی کی اتباع کرنیوالے قدوسیوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔

اس اصل کی روشنی میں جماعت احمدیہ اور دیگر فرقوں کے اختلافی مسائل مثلاً حیات ممات عیسیٰ علیہ السلام اور امکان نبوت بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وغیرہ پر ایک نظر ڈالنے سے آپ پر کھل جائے گا۔ کہ حق جماعت احمدیہ کی طرف ہی ہے۔ کیونکہ مثلاً اگر آپ ایک عیسائی سے آنحضرت صلعم کی فضیلت منوانا چاہیں۔ تو کیا اس کو یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ مس شیطان سے پاک اور معجزانہ طور پر پیدا ہونے والے۔ پرندوں کے خالق۔ مردوں کو زندہ کرنے والے۔ بہروں کو کان اور اندھوں کو آنکھیں بخشنے والے اور بیماروں کو شفا دینے والے اور پھر دشمنوں سے بچانے کے لئے جسم سمیت زندہ آسمان پر اٹھائے جانے والے اور قریباً دو ہزار برس سے بغیر کھانے پینے کے زندہ اور جوان رہنے والے اور پھر آخری زمانہ میں نزول فرما کر سب سے بڑے فتنہ دجال کو فرو کر کے تمام اہل کتاب کو ایمان پر قائم کرنے والے تو صرف حضرت عیسےٰ ہیں۔ مگر افضل پھر بھی رسول کریمؐ ہی ہیں۔ ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں۔ مگر یہ صرف جماعت احمدیہ اور اس کے غالب آنے والے عقائد احمدیہ ہیں۔ کہ بڑے بڑے لسان عیسائی بھی ان کے مقابلہ پر آنے سے ڈرتے ہیں۔ سوائے عزیزو! کیا آپ مسیح کے لئے اس قدر غلو کر کے اس سید الکونینؐ (فداہ نفوس العالمین) کی بے حرمتی نہیں کر رہے۔ آخر کب تک ان عقائد کو اختیار کر کے اس معصومؐ پر ظلم اور نصاریٰ کی تائید کرو گے۔ اور خود مغلوب ہو گے ؎

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
مگر مدفون یثرب را نداد ند ایں فضیلت را

پس ظاہر و باہر ہے۔ کہ نصاریٰ کے مقابلہ پر اگر کوئی عقیدہ غالب آسکتا ہے۔ تو وہ حضرت عیسےٰؑ کی موت کا عقیدہ ہے۔ بنا معلوم ہؤا کہ "دین الحق" اور "الھدیٰ" یہی ہے۔ جس کو سرور کائناتؐ دنیا میں لائے۔ اسی طرح دیگر اعتقادات کا حال ہے۔ اور آج تو خود مسلمان تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ عیسائیت اور ویدک دھرم کا صحیح مقابلہ اور پھر غلبہ احمدیوں کے ہاتھوں ہی ہوتا ہے۔ پس احمدی ہی اشدّاء علے الکفار کے مصداق اور عقائد صحیحہ کے حامل ہیں۔

معیار ثانی

صحابہ کرام رضؓ کی سنت اور فرقہ ناجیہ کی ایک عملی علامت قرآن پاک میں یوں بیان کی گئی ہے۔

کنتم خیر امّۃٍ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ الآیۃ (آل عمران ع۱۱) کہ تم اس لئے خیر امت ہو۔ کہ تم ایک داعی مبلغ گروہ ہو۔ تمہارے وجود کی واحد غرض یہی ہے۔ کہ تم دنیا میں نیکی کا حکم کرو۔ اور بدی سے منع کرو۔ یعنی اکناف عالم میں تبلیغ دین کرنا تمہارا اہم فرض ہے۔ پھر دوسری جگہ یوں بیان فرماتا ہے۔ ادعوا الی اللہ علےٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی (یوسف ع۱۲) کہ میں (رسول پاک صلعم) اور میرے متبعین لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ اور ہم بصیرت پر ہیں۔ پہلی آیت میں خدا تعالےٰ کا فرمان ہے۔ کہ تمہاری زیست سے یہی مطلوب ہے۔ کہ دنیا کو خدا سے ملاؤ۔ اور دوسری آیت میں اس ارشاد کی تعمیل کا اظہار ہے۔ اب اس معیار کو مد نظر رکھ کر ہر کس و ناکس فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ جمیع فرقہ ہائے اسلامیہ میں سے کونسا فرقہ "ما انا علیہ و اصحابی" پر عمل کرتے ہوئے دنیا کے گوشوں میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہؐ کی اشاعت کر رہا ہے۔ اور دنیا کو دائرہ اسلام میں داخل کر رہا ہے۔ اور کونسا گروہ تبلیغ دین جیسے فریضہ کی ادائگی سے محروم اور بے نصیب ہے۔ اے بھائیو۔ اگر یہ آیت قرآنی سچ ہے۔ اور آپ مسلمانوں کی اس ذمہ واری کے قائل ہیں۔ تو آپ کو جماعت احمدیہ کے خیر امۃ اور ملۃ واحدۃ کے مصداق ماننے میں کیا عذر ہے۔ کیونکہ یہی ایک جماعت ہے۔ جو بلاد بعیدہ۔ جرمنی۔ انگلستان۔ امریکہ۔ نائجیریا میں خدائے بلند و برتر کی توحید اور رسول پاکؐ کی عظمت پھیلا رہی ہے۔ پس معیار ثانی کی رو سے بھی الجماعت الاحمدیہ ہی وہ الجماعت ہے۔ جس کو ناجی قرار دیا گیا ہے۔

معیار ثالث

خدا تعالےٰ کی کتاب ایک خزانہ ہے۔ جس کی چابی سوائے نیکوکاروں کے کسی کے سپرد نہ کی جاتی۔ اور معارف قرآن سے صرف متقی اور برگزیدہ ہی بہرہ ور ہوتے ہیں۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ لا یمسّہٗ الا المطھرون (الواقعہ ع۳) کہ سوائے پاکیزہ اور مقربان بارگاہ الٰہی کے کسی سے مس حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کون عقلمند ایک چور کو

مال وسنال کا محافظ مقرر کرتا ہے۔ اب یقیناً سب اسلامی فرقوں میں سے وہ فرقہ ہی ناجی اور مقرب آہی ہو سکتا ہے۔ جس پر معارف و حقائق قرآن بسط اور تفصیل سے کھولے جائیں۔ اور ان دنوں سوائے جماعت احمدیہ کے کوئی فرقہ اس آزمائش کے لئے میدان میں نہیں آسکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بارہ میں دنیا کو چیلنج دیا۔ اور دنیا نے اپنے عجز و سکوت سے آپ کی صداقت پر مہر کردی۔ اور وہ چیلنج آج بھی اسی طرح موجود ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے لٹریچر سے واقف جانتے ہیں۔ کہ جو معارف قرآنیہ ان کو دیئے گئے ہیں۔ دنیا ان سے عاری ہے۔ پس یہ معیار بھی ہمارے دعویٰ کی تائید کرتا ہے۔

پس معلوم ہؤا۔ کہ تمام فرقوں میں سے ناجی فرقہ صرف جماعت احمدیہ ہے۔ مبارک ہیں وے جو اس حقیقت کو سمجھیں اور اپنی عاقبت کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ والسلام

(خاکسار اللہ دتا جالندھری (مولوی فاضل) قادیان)

نور ہاسپٹل کی امداد اور شکریہ

ہاسپٹل کی ضروریات بلکہ کچھ وہی لوگ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ جن کو گورنمنٹ کے شفاخانوں میں کام کرنے کا موقعہ ملا ہو۔ مگر نور ہاسپٹل کی ضروریات کو وہ بھی پوری طرح نہیں جانتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اکثر ڈاکٹر صاحبان و اطباء جماعت ایک چھوٹی سے چھوٹی رقم ماہواری امداد کی اس کے لئے مقرر فرما کر ادا نہیں کرتے۔ حالانکہ ان کی تھوڑی سی توجہ سے یہاں کے بہت سے کام نکل سکتے ہیں۔ ہاسپٹل گو علمی اور تبلیغی خدمت سلسلہ کی نہیں کر سکتا۔ مگر ضرورت کے وقت ملی خدمت ضرور ادا کرتا ہے۔ اور اس کے لئے کئی قسم کے اخراجات کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ حضرت میرزا محمد اسحاق صاحب کے درجات کو بہت بہت بلند فرمائے۔ کہ آپ نے پیرانہ سالی میں پیسہ پیسہ جمع کرکے نور ہاسپٹل کی عمارت کو بنوا دیا۔ جس سے جماعت پر اس طرز کا بوجھ نہیں پڑا۔ جیسا کہ بورڈنگ ہائی سکول اور مدرسہ کی تعمیر کے وقت پڑا تھا۔ پس جس طرح چھوٹی چھوٹی امداد احباب نے اس وقت فرمائی تھی۔ اب بھی اسی طرح کی امداد کی درخواست ہے۔ اور چندہ تو آپ کا اصل مال تجارت ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے ھل ادلکم علیٰ تجارۃ۔ مگر ہاسپٹل کی امداد اس تجارت کا صدقہ ہوگی۔ پس اپنی تجارت کو کامیاب بنانے کے لئے صدقہ کو کبھی نہ بھولیں۔ میں اپنے دو پیارے بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے مشکلات اور تنگی کے وقت میں شفاخانہ کی امداد فرمائی ہے۔ (۱) ڈاکٹر محمد رمضان صاحب سب اسسٹنٹ سرجن چھاؤنی لاہور نے بذریعہ فاروق رجسٹر اوٹ ڈور اور ٹکٹ اوٹ ڈور کے لئے قریباً چھ ماہ کے لئے انتظام فرمایا۔

(۲) ڈاکٹر غلام علی صاحب۔ آئی۔ ایم۔ ڈی بلاری نے مبلغ عـــہ ہسپتال کی امداد کے لئے بھیجے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(خاکسار حشمت اللہ۔ انچارج نور ہاسپٹل قادیان)

آٹھ سو زبانوں میں ترجمہ انجیل سے تمام دنیا کو گھیرنے کی کوشش

(مترجمہ از نٹ بٹس)

ریورنڈ جان ایچ رٹسن ایم۔ اے (آکسن) سکرٹری برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی و پریذیڈنٹ ویزلین کانفرنس اپنی ایک ملاقات میں بیان کرتے ہیں۔ ہمارے بائبل ہوس واقعہ کوئین اسٹریٹ کے کتب خانہ میں کرہ ارض کا ایک نمونہ رکھا ہے۔ جو ابی سینیا کے سفیر کا عطیہ ہے۔ اس میں سرخ نشانوں سے بتلایا گیا ہے۔ کہ آج تک انجیل یا اس کے حصص کتنی زبانوں اور بولیوں میں چھپ چکے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انجیل ۸۳۵ زبانوں میں پڑھی جاتی ہے۔ ان میں سے برٹش اینڈ فارن سوسائٹی نے انجیل ۵۷۲ زبانوں میں شائع کی۔ انجیل کی بکری دنیا کی سب کتب سے زیادہ ہے۔ اس کے مقابل جس کتاب کی سب سے زیادہ بکری ہے۔ وہ بنین کی تصنیف پلگرمز پراگرس ہے۔ مگر اس مشہور و معروف تصنیف کی آج تک کی تمام بکری انجیل اور اس کے حصص کی ایک سال کی بکری کے جو صرف بائبل ہوس سے ہوتی ہے۔ برابر نہیں ہوئی۔

وہ سال جن میں انجیل کی سب سے زیادہ بکری ہوئی۔ ۱۹۱۵ء و ۱۹۱۶ء اور ۱۹۲۲ء ہیں۔ ۱۹۲۴ء میں اس سوسائٹی نے جس کے ساتھ میرا تعلق چوتھائی صدی سے ہے اپنی تاریخ میں تیسری دفعہ ایک کروڑ سے زیادہ انجیل کی جلدیں شائع کیں۔ پہلے دو موقعوں پر یعنی ۱۹۱۵ء و ۱۹۱۶ء میں غیر معمولی اشاعت سپاہیوں میں تقسیم کرنے کی وجہ سے تھی۔ مگر پچھلے سال کی اشاعت ایک کروڑ چالیس ہزار اس قسم کے غیر معمولی حالات کے باعث نہیں ہوئی تھی اس حیرت انگیز تعداد میں ۱۱۳۶۹۳۷ مکمل انجیلیں ۱۰۹۲۸۲۲۔ عہدنامہ جدید ۷۸۱۰۸۱۶ چھوٹی جلدیں خصوصاً گاسپلز اور سائز تھے۔ ۱۹۲۴ء میں ۱۹۲۳ء سے پندرہ لاکھ زیادہ اشاعت ہوئی۔ برٹش اینڈ فارن سوسائٹی کے اپنے قیام ۱۸۰۴ء سے لیکر ۱۹۲۴ء تک اشاعت انجیل کا جو میزان ہے۔ وہ ۳۵۵۳۲۰۷۲۱۵ (ساڑھے پینتیس کروڑ سے زیادہ) ہے۔ ہر دس کتابیں جو ہم فروخت کرتے ہیں انہیں چار چین میں بکتی ہیں (گویا چالیس فیصدی کام چین میں ہوتا ہے) انجیل کے انگریزی مستند ترجمہ میں ۷۷۳۷۴۶ الفاظ اور ۳۵۶۶۴۸۳ حروف ہیں۔

بائبل سوسائٹی نے پچھلے سال انجیل کے انگریزی ترجمے میں جتنے حروف ہیں۔ ان سے اڑھائی لاکھ زیادہ انجیل مقدس کی جلدیں چین میں شائع کیں (قریباً ۳۰ لاکھ) اور دنیا کی تین عظیم الشان انجیلی انجمنوں (امریکن سکاٹش اور ہماری اپنی) نے بچانوے لاکھ جلدیں خاصکر گاسپلز چینیوں کے ہاتھ میں پہنچائیں۔

ہماری کوششیں کہ روس میں پھر قدم جمایا جائے ناکام رہیں۔ مگر ہمارے پاس ثبوت ہیں کہ انجیل مقدس مسلمانوں کے مرکز مکہ اور مدینہ میں بھی مطالعہ کی جاتی ہے۔

زبانیں اور بولیاں جن میں بائبل سوسائٹی نے مکمل انجیلیں یا اس کے حصص شائع کئے ہیں۔ بلحاظ فہرست نہایت حیرت انگیز ہے۔ بنی نوع انسان جتنی زبانیں بولتے ہیں انکی تین چوتھائی زبانوں میں کتاب مقدس چھپی ہوئی غیر مجلد ہزار ہا من بائبل ہوس کی کئی منزلوں پر پڑی ہے۔ اور کوئی ایسا سال نہیں گذرتا۔ جس میں یہ فہرست بڑھتی نہیں۔ مثلاً اس سال کی اثنا میں جو ۳۱ مارچ ۱۹۲۵ء کو ختم ہوا چھ نئی زبانوں میں انجیل کا ترجمہ ہؤا۔

کیوبک میں پچھلے سال کتاب مقدس ۳۳ زبانوں میں اور ہیلیفکس میں ۲۵ اور سینٹ جان میں ۳۶ زبانوں میں ترجمہ شدہ تقسیم کی گئی۔ اکٹھی دو مختلف زبانوں میں (آمنے سامنے) چھپی ہوئی انجیں بھی تقسیم کی جاتی ہے اس طرح دو مختلف زبانوں میں یکجا شائع شدہ انجیل ۱۰۱ ایڈیشن میں چھپی ہے۔

ہمارے ایجنٹ اور بیچی بردار کتب فروش اکثر نہایت عمدہ کام کرتے ہیں۔ پورٹ سعید پر ہمارے ڈپو میں عجیب عملہ ہے۔ دو آرمینین ہیں۔ ان میں سے ایک کا بچہ اور بوڑھی ماں ہیں۔ جو اپنے کنبہ کے ۷۰ نفوس میں سے جنگ میں تباہ ہونے سے بچ گئے ہیں۔ ان میں سے ایک انگریزی۔ فرانسیسی۔ عربی اور تین ترکی بولیاں جانتا ہے۔ دوسرا اس کا ہم وطن انگریزی۔ فرانسیسی۔ ترکی۔ عربی۔ یونانی۔ جرمنی اور اطالوی اور ارمنی زبانیں جانتا ہے۔ ایک حبشی معاون ہے۔ جو چار زبانیں جانتا ہے۔ ۱۹ سال کا دفتری لڑکا بھی پانچ زبانیں بول سکتا ہے۔ یہ گذرنے والے جہازوں پر چڑھ جاتے ہیں۔ اور مذہب و ملت کے لوگوں سے تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔ (خاکسار فضل کریم پلیڈر پنڈ دادن خاں)

توسیع اشاعت الفضل

احباب کرام الفضل کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ فرمائیں۔ وی پی خلاف امید واپس آ گئے ہیں۔ جس سے اخبار میں کمی ہو گئی ہے حالانکہ اضافہ کی امید تھی۔ (مینجر الفضل)

علمائے دیوبند سے مطالبہ

ناظرین سے یہ بات مخفی نہیں۔ کہ جب کبھی ہمارے دیوبندی مخالفین کی طرف سے کوئی اشتہار یا رسالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب وتفسیق ثابت کرنے کے لئے نکلا ہے۔ اس کا ہماری جانب سے بدلائل مسکت جواب دیا جاتا رہا ہے۔ جس سے ان کے کیمپ میں کھلبلی مچ جاتی۔ اور ان میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اب پھر انہی فرسودہ اعتراضوں کے اشتہاروں کا دیوبندیوں کی طرف سے۔ "فتح قادیان کا مکمل نقشہ جنگ" نامی ایک رسالہ نکلا ہے۔ حالانکہ انہی اشتہارات کے متعلق امام جماعت احمدیہ قادیان دیوبندیوں کو چیلنج دے چکے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ معارف قرآنیہ کے مقابلہ میں بیان کرنا تو الگ رہا۔ میرے مقابلہ میں معارف بیان کرنے کے لئے آویں۔ مگر دیوبندی علماء نے اس مقابلہ کی قطعاً جرأت نہیں کی۔ اور نہ کبھی کرینگے۔ حالانکہ اخبار الفضل کئی بار ان کو اس طرف توجہ دلا چکا ہے۔

علماء دیوبند جب اس مقابلہ کے لئے آمادہ ہونگے۔ اسوقت دیکھا جائیگا کہ وہ اپنے ان دعاوی میں کہاں تک سچے ہیں۔ جو انہوں نے اپنے اشتہارات میں کئے ہیں۔ فی الحال میں ایک مطالبہ ان سے کرتا ہوں۔ جو یہ ہے۔

عرصہ تین چار سال سے میں اس امر کا مطالبہ کر رہا ہوں۔ اور پے در پے کر رہا ہوں۔ کہ اگر علماء دیوبند سچے ہیں۔ تو حضرت مرزا صاحب کی کسی تصنیف یا اشتہار سے یہ عبارت جو ذیل میں لکھی ہے۔ نکالکر دکھائیں۔ اب میں پھر اسی سوال کو پیش کر کے مطالبہ کرتا ہوں۔ ۲۲ شوال ۱۳۳۶ھ کو ایک رسالہ بنام اظہار حق دیوبندی علماء نے زیر اہتمام مولوی حبیب الرحمٰن صاحب مطبع قاسمی دیوبند سے شائع کیا۔ جس کے صفحہ ۲ پر یہ عبارت نقل کی ہے۔ اس عبارت کو اکثر لوگوں نے عموماً اور مولوی عبد القیوم صاحب امام مسجد صدر بازار میرٹھ و مولوی محمد عاقل صاحب دیوبندی نے خصوصاً راقم کے پاس آکر بچشم خود دیکھا ہے۔

"اس فرقہ (احمدیہ ناقل) نے تو صاف کہدیا ہے کہ ہم کو شریعت محمدیہ کی ضرورت نہیں۔ ہماری شریعت، ہمارا اسلام، ہمارا دین تو وہ ہے۔ جس کو تیرھویں صدی میں مسیح موعود عیسیٰ بن مریم مرزا کی صورت میں پنجاب میں نازل ہو کر منجانب اللہ لایا۔ گو محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی نبی برحق تھے۔"

بالفاظ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب از رسالہ فتح قادیان ص۱۱ کسی قدر ترمیم کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔ ہم کو لمبی چوڑی تقریروں میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ مسلمانوں کے نفع کے لئے اس عبارت کو زیر خط تحریر کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دیوبندیوں کو ہدایت فرمائے آمین۔

پھر رسالہ فتح قادیان ص۱۱ سے کسی قدر ترمیم کے ساتھ ملتمس ہوں۔ کہ دیوبندی انصاف سے احتمال قوی ہے۔ کہ دیوبندی جماعت متعدد مضامین کا حوالہ دیکر کسی غیر متعارف غیر ذمہ وار کی طرف سے مضمون مذکورہ بالا شائع کر دیں۔ جس سے ہمیں یہ کہنے کی ضرورت پیش آئے کہ یہ شخص کوئی ذمہ وار نہیں۔ نہ عالم ہے۔ نہ فاضل۔ اس کا کوئی اثر احمدیت پر نہیں پڑتا۔ جیسے پیر جماعت علی حنفی علی پوری نے گوجرانوالہ میں بڑی تعلّی سے فرمایا "کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو شخص بشر کہے۔ وہ کافر ہے" (اہلحدیث جلد ۲۲ نمبر ۳۳ - ۱۹ جون ۱۹۲۵ء) کیا اس کہنے کا اثر حنفیت پر پڑے گا۔ اور فرقہ حنفی ایسا ہی خیال کیا جائیگا۔ اور کیا صرف ایک شخص کے کہنے پر کوئی عقل کا دشمن یہ لکھ سکتا ہے۔ کہ اس فرقہ (حنفیہ) نے تو صاف لکھ دیا ہے۔ کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہے۔ وہ کافر ہے دیکھو ثناء اللہ نے ایسا نہیں لکھا۔ حالانکہ پیر جماعت علی صاحب کے ہزاروں متبعین اس کو تسلیم بھی کرتے ہوں گے۔ اس عقل وخرد کے وارث صرف دیوبندی علماء ہی ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

نہ صورت نہ سیرت نہ علم وہنر
دریں دیوبند و مظفر نگر

اس وجہ سے عرض ہے۔ کہ جو دیوبندی جواب لکھے۔ پہلے خوب غور کرے۔ کہ مرزا صاحب نے یہ فلاں کتاب یا اشتہار میں لکھا بھی ہے یا نہیں۔ ورنہ جو تحریر بھی ہوگی۔ کالعدم ہوگی۔ اور دیوبندی جواب سے عاجز سمجھے جائینگے۔ کچھ اور رسالہ فتح قادیان ص۲۲ سے کسی قدر ترمیم کے ساتھ ہم آپ سے یہ بھی شرط نہیں لگاتے۔ کہ جواب دینے کے لئے آپ اپنے کسی سربرآوردہ مولوی کو مجبور کریں۔ مولوی مرتضیٰ حسن ہوں یا مولوی انور شاہ کوئی کیوں نہ ہو ہم بفضلہ تعالےٰ پیشگوئی کرتے ہیں۔ دیوبندی علماء سب ملکر بھی حضرت مرزا صاحب کی کسی تصنیف وغیرہ سے یہ عبارت زیر خط جو رسالہ اظہار حق میں لکھکر شائع کر چکے ہیں۔ نہیں بتا سکتے۔ اگر سارے کے سارے دیوبندی نہ بتا سکے۔ اور خدا چاہے۔ ہرگز ہرگز نہ بتا سکیں گے۔ تو دیوبندیت کے جھوٹے ہونے اور خاتمہ میں اب کیا باقی رہا۔ حق پسند احباب اس اعلان کو دیوبندیوں کے آگے پیش کر کے ان سے اس کا جواب لیں۔ کیونکہ اس ایک حوالہ کے صحیح دکھا دینے پر جو ایک نہایت ہی اہم الزام ہے تمام الزامات ان کے صحیح ثابت ہو جائینگے۔ اور میں صدق دل سے بخدا ان کا مسلک اختیار کرلوں گا۔ اور ان کے تمام الزامات جو حضرت مرزا صاحب پر رسالہ فتح قادیان میں لگائے ہیں دل سے تسلیم کرلوں گا۔

جائیں گے جیت بازی وہ بس ایک داؤں میں
سارے ہی پاؤں آگئے ہاتھی کے پاؤں میں

دیکھئے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب یا اور کوئی کیا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ مگر جو عبارت رسالہ اظہار حق میں لکھی ہے۔ بعینہٖ وہی عبارت حضرت مرزا صاحب کی دکھانی چاہیئے۔ اگر مضمون کچھ بدلا اور مرزا صاحب کا قول نہ ہوا۔ تو آیت وعید سے دیوبندی بچ نہیں سکتے (فتح قادیان ص۲۶)

کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار نیست

محمد صدیق احمدی۔ محاسب انجمن احمدیہ میرٹھ

سلہ اگر کوئی شخص بقول مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی یہ کہے۔ کہ یہ سوال ہی محض غلط ہے۔

"کیونکہ رسالہ اظہار حق کی عبارت مرزا صاحب کی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا حاصل کسی عقلمند کے نزدیک اس سے زائد نہیں ہو سکتا۔ کہ قادیانی پارٹی (جماعت) کے بعض متبعین مرزا صاحب کے یہ خیالات ہیں۔"

(تحریر مولوی محمد شفیع)

حالانکہ یہ عبارت زیر خط اظہار حق میں نہیں بیان کی گئی۔ چونکہ شاید ایسا ہی ہو۔ تو بموجب تحریر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب رسالہ فتح ص۲۵ سے کسی قدر ترمیم کے ساتھ یہ عرض ہے:۔

"متبعین کا لفظ جمع ہے جس کا اطلاق کم سے کم تین پر ہوگا۔ اور پارٹی (جماعت) کا لفظ تو بہت ہی پر دال ہے۔ مگر ہم نے اس کا کم سے کم اس مضمون کے متعلق دو شخصوں کی شہادت پر مدار رکھا ہے۔ جنہوں نے علماء دیوبند سے صاف کہدیا ہے۔ وہ شہادت اسم وار معہ پتہ ونشان حلفیہ پیش کرنی ہوگی (حلف ہم بتائیں گے) مگر بموجب رسالہ فتح ص۲۶۔ وہی عبارت جو اظہار حق کی زیر خط لکھی گئی ہے۔ دکھانی یا بیان کرنی ہوگی اگر مضمون کچھ بدلا۔ اور شاہدوں کا قول نہ ہوا۔ تو یہ حدیث کہ مومن جھوٹ نہیں بولتا۔ اس کے برعکس علماء دیوبند ثابت ہو گئے اور جو دکھلا دیا۔ تب بھی ان شہادتوں کا اثر احمدیت پر تو نہیں پڑ سکتا۔ مگر ہم ان کی اس محنت پر مبلغ سو روپے ان کو انعام دینگے۔ اور اس بیان میں سچا تسلیم کرلینگے۔

اس مضمون میں جو دیوبندی علماء سے مطالبہ کیا گیا ہے وہ صرف ان کی ایک تحریر کے متعلق ہے۔ ورنہ ان کے رسالوں۔ اشتہاروں۔ ٹریکٹوں اور کتابوں میں بے شمار اس قسم کی مثالیں موجود ہیں۔ کہ انہوں نے جان بوجھ کر دیدہ دانستہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے خلاف غلط اور بناوٹی الزام لگائے ہیں۔ خدا ان لوگوں کو ہدایت عطا کرے۔

نبوت مسیح موعودؑ کے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

(نمبر ۱)

پیغام صلح مجریہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۲۵ء میں ایک گمنام مضمون بعنوان "نبوت مسیح موعود میں افراط و تفریط" شائع ہوا تھا۔ جس کے متعلق یہ ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے کسی مرید کا ہے۔ واللہ اعلم۔

مضمون نگار صاحب نے جہاں ہمیں افراط کنندہ قرار دیا ہے وہاں غیر مبایعین کو تفریط کنندہ لکھا ہے۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کو نہ مبایعین سمجھے۔ نہ غیر مبایعین۔ صرف مضمون نگار صاحب کو اپنا ہی وجود ایسا نظر آیا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصل دعاوی کو سمجھ سکا ہے۔ یہ خیال ایسا خطرناک ہے۔ کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی پر بھی دھبہ لگانے والا ہے۔ کیونکہ راقم مضمون کے نزدیک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل مشن کسی جگہ بھی دنیا پر قائم نہیں۔ ایسے خیال سے کیا یہ لازم نہیں آتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی اصل غرض ہی پوری نہیں ہوئی۔ اور خدا نے جس شخص کو مسیح موعود علیہ السلام بنا کر بھیجا تھا۔ وہ اپنے اصل دعاوی صرف ایک ہی شخص کو سمجھا کر چلے گئے ہیں۔ اور باقی جماعت جتنی گزشتہ سے پہلے تھی۔ اسی میں پھیر داخل ہو گئی ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ راقم مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے خیال کی اصلاح فرمائیں گے۔

راقم مضمون اپنا مذہب یوں ظاہر فرماتے ہیں:-

"آپ مسیح موعودؑ تھے۔ آپ جری اللہ فی حلل الانبیاء تھے۔ آپ نبی تھے۔ مگر ویسے نہیں جیسے کہ آدم سے محمدؐ تک ہوئے یعنی براہ راست نبوت یافتہ۔ آپ ولی اللہ بھی نہ تھے۔ بلکہ یہ وہ برزخ ہے کہ در گفتن نمی آید۔ آپ محض امتی نبی تھے۔ آپ ظلی بروزی نبی تھے۔ آپ محمدؐ کے غلام تھے۔

مقام او مبیں از راہ تحقیر ۞ بدورانش رسولاں ناز کردند"

یہ راقم مضمون کا مذہب ہے۔ جو ان کے اپنے الفاظ میں تحریر کیا گیا ہے۔ اس میں "بلکہ یہ وہ برزخ ہے کہ در گفتن نمی آید" کے فقرہ کے علاوہ باقی جس قدر عقائد لکھے گئے۔ وہی ہم مبایعین کے عقائد ہیں۔ ان عقائد سے ہمیں سر مو اختلاف نہیں۔

ہاں مضمون نگار صاحب جو بات ہماری طرف منسوب کر کے ہمیں افراط کے مدعی قرار دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم میں سے بعض "حضرت مرزا غلام صاحب کو محمد رسول اللہؐ سے افضل خیال کرتے ہیں۔"

اس کے متعلق میں یہ اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ کوئی شخص یہ عقیدہ رکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی جماعت میں آ ہی نہ سکتا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور آپ کے شاگرد ہیں۔ تو تعجب ہے کہ ہمارے مضمون نگار کو کوئی ایسا شخص ملا ہے جو آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل خیال کرتا ہے۔ جب مسیح موعود خود یہ فرما چکے ہیں:-

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

تو میں ہرگز ایسا خیال نہیں کر سکتا۔ کہ کوئی شخص احمدی کہلا کر یہ خیال رکھتا ہو۔ مضمون نگار صاحب کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ ورنہ وہ ایسے شخص یا اشخاص کا نام بتلائیں۔ تا انہیں ایسے عقیدہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی جانب سے سرزنش ہو۔

دوسری بات مضمون نگار صاحب تحریر فرماتے ہیں:- "میرا خیال ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود جری اللہ فی حلل الانبیاء کی نبوت کا اظہار قادیان میں اس کثرت سے کیا جاتا ہے کہ:-

اندرون و برون و از پس و پیش
در چپ و راست زیر و بالا ہے۔"

یہ لکھنے کے بعد لاہوری صاحبان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں "اسی طرح اہل لاہور نبوت کی شان کو پاس بھی آنے نہیں دیتے وہ تجدید کا گھوٹا لگاتے ہیں۔"

مضمون نگار صاحب نے ہمارے متعلق جو خیالات ظاہر فرمائے ہیں۔ میں ان کو پڑھ کر سخت حیران ہوں۔ ایک طرف راقم مضمون کا عقیدہ دیکھتا ہوں۔ دوسری طرف غیر مبایعین کے متعلق ان کا جو خیال ہے وہ ملاحظہ کرتا ہوں۔ تو استعجاب و حیرت میں پڑ جاتا ہوں معزز راقم کو واضح ہو۔ کہ اگر ان کا خیال درست بھی ہے۔ تو اس میں انہیں قباحت کیا نظر آئی ہے۔ جب وہ مانتے ہیں کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء ہیں۔ تو ان کی نبوت کا بکثرت ذکر کرنے میں کیا قباحت ہے۔ دیکھو آپ بھی پچھلے انبیاء کے متعلق بار بار نبی کہنے کو برا نہیں سمجھتے۔ پھر کیوں آپ اس بات پر اس قدر ناراض ہیں اور اس وقت ہے کہ مسیح موعود کی نبوت کا کثرت سے تذکرہ ہو تا کہ لوگوں کے اذہان میں عقائد صحیحہ اچھی طرح مرکوز ہو جائیں۔ اور وہ تجدید کا گھوٹا لگانے والوں کے داؤ سے محفوظ ہو جائیں کیونکہ یہی درست راستہ ہے۔ کہ جب کوئی فریق کسی عقیدہ کے خلاف کھڑا ہو جائے۔ تو اس عقیدہ کا کثرت سے اعلان کیا جائے۔ تاکہ قوم پیدا ہونے والے خطرہ سے محفوظ رہے۔ راقم مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ پانے کے مقر ہیں۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھی ہونگی۔ اور آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ قریباً تمام کتب میں آپ نے اصل بات کی مکرر سہ کرر تبلیغ کی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ اس امر کی تبلیغ کی ہے۔ کہ جو لوگ فن تبلیغ سے ناواقف ہیں۔ وہ اس کو بار بار پڑھ کر گھبراہٹ میں پڑ جاتے ہیں لیکن جو شخص طریقہ تبلیغ سے واقف ہو۔ وہ اس بات کو خوب سمجھتا ہے۔ کہ جو امر زیادہ سمجھانے والا ہو۔ اس کا بار بار اعادہ کرتے رہنا چاہیئے۔ تاکہ سامع کے ذہن میں وہ خیالات اچھی طرح مرکوز ہو جائیں۔ یہی حال مسئلہ نبوت کا ہے۔ جب ایک جماعت اس عقیدہ کے برخلاف کھڑی ہے۔ تو جماعت کے ہر فرد کا فرض ہے۔ کہ دوسرے بھائی کی حفاظت کرے۔ اور اس کو بھٹکنے سے بچاتا رہے۔

تیسری بات مضمون نگار صاحب نے یہ تحریر فرمائی۔ کہ "جو شخص صاف صاف امتی نبی بن رہا ہو۔ وہ نبی محض نہیں بنایا جا سکتا۔ نہ نبی آخر الزمان۔"

اس کے متعلق میں راقم مضمون سے نہایت ادب سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ وہ مہربانی فرما کر ذرا "نبی محض" کی تشریح فرمائیں۔ شاید ان کے ذہن میں نبی محض کی جو تعریف ہو۔ اس لحاظ سے کوئی مبایع آپ کو نبی نہ سمجھتا ہو۔ اگر نبی محض سے مراد راقم مضمون کے نزدیک وہی ہے۔ جو قرآن مجید کی آیت لا یظھر علی غیبہ احدًا الخ میں لی گئی ہے۔ تو اس لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی محض کہنے سے روکنے کا انہیں کوئی حق نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشتہار ایک غلطی کا ازالہ و حقیقۃ الوحی میں قرآن مجید کی اسی آیت سے نبی و رسول کے معنے لکھ کر اپنے تئیں اس آیت کا مصداق قرار دیا ہے۔ ہاں اگر آپ ان معنوں کے علاوہ نبی محض کے کچھ اور معنے سمجھتے ہوں۔ جن کا ہمیں علم نہیں۔ تو اور بات ہے مگر مضمون نگار صاحب کو یہ ضرور بتا دینا چاہیئے تھا کہ نبی محض کے یہ معنے ہیں۔ جن کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مصداق نہیں ہو سکتے۔ اور پھر ان معنوں پر کوئی سند بھی پیش کر دی جانی چاہیئے تھی۔ تاکہ ان معنوں پر غور کیا جا سکتا۔

چوتھی بات آپ یہ فرماتے ہیں۔ کہ الہام میں نبی کا لفظ بے ذاتی کا بھی جو محض ختم نبوت کے اظہار کے لئے لایا گیا ہے۔ پس اس کا ترک کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔ تاکہ مرزا صاحب کی نبوت آنحضرت صلعم کی نبوت کا ظل ثابت ہوتی رہے نہ کہ اپنی نبوت۔ اس کے متعلق واضح رہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ امتی کا لفظ ختم نبوت (یعنی آنحضرت صلعم کے فیضان سے نبی بننے) کے اظہار کے لئے ہی لگایا گیا ہے۔ مگر میں اس خیال سے موافقت کسی صورت میں بھی نہیں کرسکتا۔ کہ اس کا ترک کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ راقم مضمون کی غرض تو اس سے یہی ہے۔ کہ آپ کی نبوت ظلی ثابت ہوتی رہے۔ سو جن لوگوں نے اس امر کو سمجھ لیا ہو۔ کہ آپ کی نبوت ظلی ہے۔ نہ آنحضرت صلعم کی اصلی نبوت وہ اگر اپنے ذہن میں نبی کا یہ مفہوم رکھ کر مسیح موعود علیہ السلام کے لئے محض نبی کا لفظ استعمال کریں۔ تو کیا حرج ہے۔ ہاں اس امر میں آپ سے اتفاق کرسکتا ہوں۔ کہ غیر احمدیوں میں جب اس لفظ کا استعمال کیا جائے۔ تو یا ان قیود کے ساتھ استعمال ہونا چاہیئے۔ یا نبی کے لفظ کو استعمال کرتے ہوئے اپنے کلام میں اس کی تشریح کردینی چاہیئے۔ تاکہ وہ کسی مغالطہ میں نہ پڑ جائیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ غالباً تمام مبائعین یہی خیال رکھتے ہیں۔ اور وہ اس امر کا التزام بھی کرتے ہیں۔

پھر اگر راقم مضمون نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام کتابوں کو پڑھا ہے۔ تو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی جگہ اپنے لئے محض نبی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور امتی اور ظلی وغیرہ کی قیود سے مقید نہیں کیا۔ اگر اس کا ترک کسی حالت میں جائز نہیں۔ تو راقم مضمون بتلائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیوں ترک کرتے رہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں بھی یہ لفظ بلا قید استعمال ہوتا رہا ہے۔ ذرا ریویو آف ریلیجنز کی ہی جلدیں اٹھا کر دیکھیں۔ ان میں کتنی جگہ مسیح موعود کو محض نبی نبی آخر زمان وغیرہ کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ اور امتی و ظلی کی قید کو ترک کردیا گیا ہے۔ اگر ان الفاظ کا ترک کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔ تو مسیح موعود علیہ السلام نے خود کیوں کئی مقامات پر ترک کیا۔ اور مصنفین سلسلہ بھی ان کو ترک کرتے رہے۔

اگر راقم مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ سے کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ سے یہ سمجھے ہیں۔ کہ امتی کا لفظ کسی حالت میں بھی ترک کیا نہیں جا سکتا خواہ سامع کو آپ کی نبوت کا مفہوم معلوم بھی ہو۔ تو پھر میں نہایت ادب سے پوچھتا ہوں۔ مجھے بتائیں کہ خود مسیح موعود علیہ السلام ہی کیوں نبی کا لفظ بغیر ملانے لفظ امتی کے اپنے لئے استعمال کرتے رہے۔

(قاضی محمد نذیر۔ لائلپور)

آریہ صاحبان سے چند سوال

نمبر (۱) سوامی دیانند نے مستند ستیارتھ پرکاش بار دوم صفحہ ۱۶۵ بار سوم صفحہ ۱۷۳ بار ہشتم صفحہ ۱۸۰ پر منو سمرتی کے حوالہ سے یہ شلوک

विविधानि च रत्नानि विविक्ते पूपपादयेत्

(روو دیاتی ہے اتفاقی دو کنے شو پادیت) درج فرمایا ہے۔ تاہم نے مختلف مطابع کی بیسیوں منو سمرتیاں دیکھیں۔ مگر کسی ایک میں بھی یہ اشلوک نہیں ملتا۔

نمبر (۲) سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش بار دوم و سوم صفحہ ۲۹ ہندی صفحہ ۲۴ پر یجروید کے حوالہ سے मनध्या

समवस्ख ये हता मनध्या मृजायन्त

(منشیار شنجھے تتو منیا اجاینت) ارقام فرمایا ہے۔ مگر یجروید میں اس منتر کا پتہ نہیں ملتا۔

نمبر (۳) سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش بار دوم و سوم صفحہ ۲۵۷ ہندی صفحہ ۲۳۵ پر منو جی کے حوالہ سے ایک اشلوک درج فرمایا ہے۔ جس کی آخری سطر یہ ہے۔ तस्वनिर्मित

देवाय ब्रह्मावर्तं प्रचक्षते

(دنم دیونرتم دیشم آریہ ورتم پرچکشتے) یہ اشلوک کسی منو سمرتی میں نہیں ہے۔ ہاں منو سمرتی پڑھنے سے ایک راز کا انکشاف ضرور ہوتا ہے۔ کہ سوامی دیانند جی اپنا مطلب نکالتے وقت بوقت ضرورت پڑنے پر کسی دوسرے کی عبارت بدل دینے میں بھی عیب نہیں جانتے تھے۔ اس شلوک میں ब्रह्मावर्त (برہماورتم) کی بجائے आर्यावर्त (آریہ ورتم) بدل ڈالا۔ کیا ایک سوامی۔ سنیاسی بلکہ رشی بال آریوں کے مہرشی کا یہ فعل موزون کہا جاسکتا ہے۔

نمبر (۴) سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش بار دوم صفحہ ۳۶۲ بار سوم صفحہ ۳۶۶ ہندی صفحہ ۲۹ میں پانڈو گیتا کے حوالہ سے

ब्रह्मवाक्यं जनार्दन

(برہم واکیم جناردن) لکھا ہے۔ کیا کوئی اس کو پانڈو گیتا میں دکھا سکتا ہے؟

نمبر (۵) سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش بار دوم صفحہ ۳۴۸ بار سوم صفحہ ۴۰۴ ہندی صفحہ ۳۵۱ پر نروکت کے حوالہ سے

कस्यप: कस्मात पश्यको भवतीति

(کشیپہ کسمات پشیکو بھوتی تی) درج کیا ہے۔ مگر نروکت میں اس کا پتہ نہیں چلتا۔

نمبر (۶) سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش بار دوم صفحہ ۳۸۴ بار سوم ۴۰۷ ہندی صفحہ ۳۳۳ پر بھاگوت کے حوالہ سے "نارائن نے اس مقدمات پر چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی قطار چلادی" لکھا ہے۔ ساری بھاگوت کی ایک ایک سطر چھان جائیے۔ مجال کیا یہ عبارت مل سکے پھر بھی یہ فتویٰ لگانا "واہ رے واہ! بھاگوت کے بنانے والے لال بجھکڑ! کیا کہنا! تجھ کو ایسی ایسی جھوٹی باتیں لکھنے میں ذرا بھی حیا اور شرم نہ آئی۔ محض اندھا ہی بن گیا۔ ... بھلا ان پرلے درجہ کی جھوٹی باتوں کو وے اندھے پوپ اور باہر اندر کی پھوٹی آنکھوں والے ان کے چیلے سنتے اور مانتے ہیں۔ بڑے ہی تعجب کی بات ہے۔ کہ یہ انسان ہیں یا اور کوئی!!! ان بھاگوت وغیرہ پرانوں کے بنانے والے پیدا ہوتے ہی کیوں نہ مر گئے یا پیدا ہوتے وقت مر کیوں نہیں گئے" کہاں تک راست ہے۔

نمبر (۷) سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش اردو بار دوم صفحہ ۴۸۴ بار سوم صفحہ ۵۳۸ ہندی صفحہ ۳۲۵ میں بھاگوت کے حوالہ سے जगाम ... (جگام گوکلم پرتی) لکھا ہے۔ یہ حوالہ نیچی اسنداچاری مطبوعہ غیر مطبوعہ کسی بھاگوت میں ڈھونڈے نہیں ملتا۔

نمبر (۸) سوامی جی نے سنسکار ودھی ہندی صفحہ ۱۳۶ اردو صفحہ ۱۹ پر عبارت ... (داہ ان گنگ اسزیاہ) پارسکر گریہ سوتر کے حوالہ سے درج فرمائی ہے۔ مگر اصل کتاب میں اس کا پتہ نہیں لگتا۔

نمبر (۹) سوامی جی نے سنسکار ودھی ہندی صفحہ ۵۵ اردو صفحہ ۹۲ پر دو منتروں کو پڑھ کر خاوند اپنے ہاتھ سے اپنی عورت کے بالوں میں خوشبودار تیل ڈال کے کنگھی سے درست کرے۔ ہاتھ میں اودمبر یا ارجن درخت کا رو (ریا کشا) یا شاہی کا سنٹھ سے اپنی عورت کے بالوں کو صاف کر کے پٹی نکالے" حکم دیا ہے۔ اس عبارت کے مہذب یا غیر مہذب ہونے سے قطع نظر کر کے کیا اس حکم پر مستند پرمان (مستند ثبوت) وید منتر کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔

نمبر (۱۰) سوامی جی پنچ مہایگیہ صفحہ ۲۶ پر ارشاد فرماتے ہیں "یہ گایتری منتر چاروں ویدوں میں ہے" کیا سوامی دیانند کا کوئی چیلہ اتھروید سے گایتری منتر دکھلانے کی ہمت کرے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرض بالفعل صرف ۱۰ سوالات بالصورت دیگر اعتراضات پیش کئے جاتے ہیں۔ امید کہ اشدھی کے متوالے ان کا معقول جواب دے کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں گے۔ ورنہ در صورت دیگر اپنے رشی کے فتوے پر عمل کرنے کے لئے تیار و مستعد ہوں گے۔ "جو تحقیق سے غلط ثابت ہو۔ اس کو نہ خود پڑھنا چاہیئے۔ اور نہ دوسروں کو پڑھانا چاہیئے" (ستیارتھ صفحہ ۷۱) "اور جھوٹ سے ملی ہوئی راستی بھی قابل ترک ہے۔ یعنی ایسی راستی جو دروغ آمیز کتابوں میں ہے۔ اس کو ویسے ہی ترک کرنا چاہیئے۔ جیسے زہر آلودہ کھانے کی چیزیں ترک کردینی چاہئیں" (ستیارتھ صفحہ ۷۱) نتیجہ یہ کہ ستیارتھ پرکاش زہر کی طرح قابل ترک ہے۔ کیا آریہ سماجی اس پر توجہ کریں گے؟ دیدہ باید۔

(محمد ادریس خاں۔ بدایوں)

فہرست نومبایعین

آخری عشرہ دسمبر ۱۹۲۵ء اور جنوری ۱۹۲۶ء

کچھ عرصہ سے نومبایعین کے نام اخبار میں شائع نہیں کئے جا سکے۔ جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ آٹھ صفحہ کے اخبار میں جس کے متعلق احباب کو پہلے ہی مضامین کم ہونے کی شکایت تھی۔ گنجائش نہ نکل سکتی تھی۔ اب انشاء اللہ نومبایعین کے نام باقاعدہ شائع کئے جائیں گے تا جماعت کی ترقی کے متعلق احباب کو سرسری اندازہ ہوتا رہے۔ سرسری اندازہ اس لئے کہا گیا ہے۔ کہ کسی نہ کسی وجہ سے بہت سے نام اس فہرست میں درج ہونے سے رہ جاتے ہیں۔ ایڈیٹر

(۱۴۳) غلام اللہ صاحب ضلع شیخوپورہ
(۱۴۴) نذیر احمد صاحب نابھہ
(۱۴۵) محمد کامل صاحب ضلع مظفر گڑھ
(۱۴۶) عبد القادر صاحب ڈیرہ غازیخاں
(۱۴۷) شیخ میر محمد صاحب ضلع سیالکوٹ
(۱۴۸) غلام سرور صاحب ضلع گورداسپور
(۱۴۹) فقیر احمد صاحب " "
(۱۵۰) نظام الدین صاحب " "
(۱۵۱) فیض اللہ صاحب ضلع ڈیرہ غازیخاں
(۱۵۲) دین محمد صاحب ضلع گورداسپور
(۱۵۳) جعفر صاحب " "
(۱۵۴) محمد محسن صاحب " "
(۱۵۵) علی محمد صاحب ضلع امرتسر
(۱۵۶) بیرو صاحب ضلع منٹگمری
(۱۵۷) وزیر علی صاحب ضلع ہوشیارپور
(۱۵۸) غلام بھیک صاحب " "
(۱۵۹) چانن دین صاحب ضلع شیخوپورہ
(۱۶۰) محمد حسین صاحب " "
(۱۶۱) محمد دین صاحب ضلع امرتسر
(۱۶۲) مہر دین صاحب " "
(۱۶۳) امام الدین صاحب ضلع لائل پور
(۱۶۴) دین محمد صاحب " "
(۱۶۵) عبد اللہ صاحب " "
(۱۶۶) امام الدین صاحب جوڑہ کرنانہ ضلع گجرات

(۱۶۷) اللہ دتا صاحب موضع نقمان ضلع گجرات
(۱۶۸) محمد حفیظ صاحب ضلع سیالکوٹ
(۱۶۹) حاجی شیخ چاند صاحب یادگیر
(۱۷۰) محمد میراں صاحب "
(۱۷۱) شیخ داؤد صاحب "
(۱۷۲) حسن بن سعید سعدی صاحب "
(۱۷۳) شیخ گھوڈو صاحب "
(۱۷۴) عبد القادر صاحب "
(۱۷۵) محمد خلیل صاحب "
(۱۷۶) میر محمد قاسم صاحب "
(۱۷۷) عبد القدوس صاحب "
(۱۷۸) محمد ابراہیم صاحب "
(۱۷۹) مفضل کریم صاحب ضلع گورداسپور
(۱۸۰) اکبر علی صاحب " "
(۱۸۱) غلام حیدر صاحب ضلع لاہور
(۱۸۲) خدا بخش صاحب امرتسر
(۱۸۳) بنت سید خلافت حسین صاحب مونگھیر
(۱۸۴) مولا بخش صاحب ضلع لائل پور
(۱۸۵) حاجی عبد الکریم صاحب امرتسر
(۱۸۶) محمد بخش صاحب ضلع جالندھر
(۱۸۷) مولوی غلام نبی صاحب خانیوال ضلع ملتان
(۱۸۸) عبد القادر صاحب لائل پور
(۱۸۹) نور محمد صاحب ریاست پٹیالہ
(۱۹۰) منشی احمد الدین صاحب ضلع شاہ پور
(۱۹۱) اہلیہ صاحبہ محمد دین صاحب ضلع گوجرانوالہ
(۱۹۲) بنو صاحب بھینی بانگر متصل قادیان
(۱۹۳) سلطان محمد صاحب امرتسر
(۱۹۴) میاں خاں صاحب گجرات
(۱۹۵) دیوان خاں صاحب ضلع شیخوپورہ
(۱۹۶) مولوی خورشید عالم صاحب ضلع گوجرانوالہ
(۱۹۷) غلام محمد صاحب ریاست کشمیر
(۱۹۸) فتح محمد صاحب " "
(۱۹۹) عبد الحق صاحب ضلع لدھیانہ
(۲۰۰) ظہور حسین صاحب بے غیج پنج وڑیاں ضلع گجرات
(۲۰۱) عبد الرحیم صاحب ضلع سہارنپور
(۲۰۲) خیر دین صاحب ضلع لاہور
(۲۰۳) فیض احمد صاحب ضلع سیالکوٹ
(۲۰۴) اہلیہ ثناء محمد صاحب "
(۲۰۵) جمال الدین صاحب ریاست پٹیالہ

(۲۰۶) میرزا احمد دین صاحب موضع آڈہ ضلع گجرات
(۲۰۷) پی۔ ایس کوشتر محی الدین صاحب کولمبو سیلون
(۲۰۸) فرید الدین صاحب بلور گھاٹ بنگال
(۲۰۹) زینت جان صاحب " "
(۲۱۰) فضل الدین صاحب بھینی بانگر متصل قادیان
(۲۱۱) احمد اللہ صاحب ریاست جموں
(۲۱۲) عبد الغنی صاحب " "
(۲۱۳) غلام فرید صاحب دیال گڑھ ضلع گورداسپور
(۲۱۴) مفضل حسین صاحب تخت غلام نبی " "
(۲۱۵) کمال الدین صاحب ضلع کانگڑہ
(۲۱۶) سائیں صاحب ضلع گورداسپور
(۲۱۷) سردار محمد صاحب سارچور
(۲۱۸) مولا بخش صاحب ریاست پٹیالہ
(۲۱۹) رحیمن بی بی " "
(۲۲۰) لال دین صاحب سیالکوٹ
(۲۲۱) حسین بخش صاحب ضلع پشاور
(۲۲۲) اہلیہ حکیم محمد بخش صاحب جھنگ
(۲۲۳) محمد یوسف صاحب پشاور
(۲۲۴) احمد دی موسیٰ صاحب بلگام
(۲۲۵) متاب صاحب چک لوہٹ ضلع لدھیانہ
(۲۲۶) فتح دین صاحب سیالکوٹ
(۲۲۷) غلام محی الدین صاحب لدھیانہ
(۲۲۸) اللہ دتا صاحب لدھے کے نیوسے
(۲۲۹) علی بہادر صاحب " "
(۲۳۰) عبد اللہ صاحب ڈچکوٹ ضلع لائل پور
(۲۳۱) عبد الحق صاحب گوکھووال
(۲۳۲) عبد الحق صاحب نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ
(۲۳۳) عبد الواحد صاحب نانوڈوگر " "
(۲۳۴) نور محمد صاحب سیالکوٹ
(۲۳۵) محمد دین صاحب "
(۲۳۶) نور محمد صاحب گوہنہ ضلع رہتک
(۲۳۷) مستری عبد الغفور صاحب پونچھ
(۲۳۸) خلاص خاں صاحب ضلع لائل پور
(۲۳۹) اعظم علی صاحب " "
(۲۴۰) شیخ عبد اللطیف صاحب لاہور
(۱۴۱) ابراہیم صاحب دھاریوال
(۱۴۲) غلام محمد صاحب گنگو ہل امرتسر
(۱۴۳) اللہ بخش صاحب
(۱۴۴) پیر محمد صاحب

(۲۴۵) غلام رسول صاحب ضلع گورداسپور
(۲۴۶) غلام حسین صاحب " "
(۲۴۷) تاج دین صاحب ضلع سیالکوٹ
(۲۴۸) امام دین صاحب ریاست کپورتھلہ
(۲۴۹) فضل دین صاحب ضلع ہوشیارپور
(۲۵۰) عنایت اللہ صاحب ضلع سیالکوٹ
(۲۵۱) حبیب اللہ صاحب ضلع گجرات
(۲۵۲) میراں بخش صاحب " "
(۲۵۳) راج علی صاحب " "
(۲۵۴) احمد علی صاحب ضلع سیالکوٹ
(۲۵۵) اللہ بخش صاحب نمبردار ضلع گورداسپور
(۲۵۶) افتخار احمد صاحب " "
(۲۵۷) الٰہی بخش صاحب ضلع مراد آباد
(۲۵۸) دوست خاں صاحب ضلع جالندھر
(۲۵۹) عبد الکریم صاحب ضلع راولپنڈی
(۲۶۰) غلام نبی صاحب ضلع جالندھر
(۲۶۱) سراج الحق صاحب ضلع گورداسپور
(۲۶۲) عبد الرشید صاحب ضلع لائل پور
(۲۶۳) محمد شاہ صاحب ضلع جہلم
(۲۶۴) مبارک احمد صاحب " "
(۲۶۵) کرم دین صاحب " "
(۲۶۶) شیخ محمد حسین صاحب ضلع سیالکوٹ
(۲۶۷) اللہ دتا صاحب " "
(۲۶۸) اسمٰعیل صاحب " "
(۲۶۹) سردار خاں صاحب " "
(۲۷۰) مہر دین صاحب " "
(۲۷۱) محمد دین صاحب " "
(۲۷۲) وزیر احمد صاحب " "
(۲۷۳) محبوب عالم صاحب کیمل پور
(۲۷۴) چوہدری محمد حسین صاحب ضلع شاہ پور
(۲۷۵) اللہ راس صاحب
(۲۷۶) بھاگ دین صاحب ضلع سیالکوٹ
(۲۷۷) عبد اللہ صاحب " "
(۲۷۸) اسد اللہ صاحب ریاست کشمیر
(۲۷۹) نور دین صاحب ضلع سیالکوٹ
(۲۸۰) اللہ رکھا صاحب "
(۲۸۱) عبد الحکیم صاحب "
(۲۸۲) مولا بخش صاحب "
(۲۸۳) علی بخش صاحب ضلع سرگودھا

(باقی)

ہندوستان کی خبریں

مہاشہ راج پال ناشر رنگیلا رسول نے خان بہادر خان صاحب شیخ غلام حسین ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں ایک درخواست اس امر کی دی تھی۔ کہ چونکہ مسٹر فیلبوس مجسٹریٹ کی عدالت سے اسے انصاف کی امید نہیں اس لئے اس کا مقدمہ کسی اور عدالت میں منتقل کر دیا جائے۔ مجسٹریٹ مذکور نے ملزم کی درخواست نامنظور کر دی ہے ؛

انجمن حمایت اسلام لاہور کی جنرل کونسل کے تیس ممبران نے استعفاء دیدیا ہے۔ کیونکہ حالات موجودہ میں وہ انجمن کے معاملات کی ذمہ داری اپنے سر لینی نہیں چاہتے۔ ان تیس ارکان میں بہت سے معزز و با اثر اصحاب شامل ہیں۔ جن میں سے اکثر سالہا سال سے انجمن کی قیمتی خدمات ادا کر رہے ہیں ؛

حسب ذیل پریس کمیونک شائع کی گئی ہے۔ ہز ایکسلنسی گورنر جنرل نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس امر کی تحقیقات کے لئے کہ ممتاز بیگم کے بھگائے جانے اور قتل باؤلا کے سلسلہ میں ہز ہائینس مہاراجہ اندور کا کیا تعلق ہے۔ ایک تحقیقاتی کمیشن کا تقرر کیا جائے۔ کمیٹی کا کام واقعات کی تحقیقات کرنا اور وائسرائے کی خدمت میں اپنا مشورہ پیش کرنا ہوگا۔ جب گورنر جنرل اس امر کا فیصلہ کریں گے۔ کہ عدالت تحقیقات کے تقرر کا وقت آگیا ہے تو والی ملک متعلقہ کو اس بات کا اختیار ہوگا۔ کہ وہ اطلاع کر دے کہ وہ کمیشن کا تقرر نہیں چاہتا ؛

ریاست مونڈر کے مہاراجہ نے حدود ریاست میں گاؤکشی کی ممانعت کر دی ہے ؛

بمبئی ۴ر فروری۔ ایوننگ نیوز کو اندور سے ایک تار بدیں مطلب موصول ہوا ہے۔ کہ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ مہاراجہ اندور کا جواب وائسرائے کو بھیج دیا گیا ہے۔ اس میں مہاراجہ صاحب نے تحقیقاتی کمیشن کا مقرر کیا جانا منظور کر لیا ہے۔ دربار کے قانونی مشیر صفائی کی طرف سے مقدمہ کی تیاریاں کر رہے ہیں ؛

معلوم ہوا ہے۔ کہ نئے وائسرائے لارڈ ارون اپنے وائسرائیلٹی کا چارج لینے کے جلد ہی بعد پنجاب تشریف لائیں گے ۲۱ اپریل کو وہ سلیمان کی میں ستلج ویلی پروجیکٹ کا افتتاح کریں گے ؛

نارتھ ویسٹرن ریلوے نے چند اسٹیشنوں پر ٹکٹ بیچنے کے لئے چند لیڈیاں مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے ؛

کلکتہ۔ ۴ر فروری۔ ہفتہ مختتمہ ۲۳ر جنوری میں بنگال میں ڈاکہ زنی کی اکتالیس وارداتیں ہوئیں ؛

سکندرآباد۔ ۴ر فروری۔ قصر فلک نما کی چوری کے سلسلے میں نظام پولیس حوسےنڈی سے قیمتی اشیاء برآمد کرنیکی کوشش کر رہی ہے۔ اس لئے کہ مجرموں نے بعض چیزیں اس میں پھینک دی ہیں ؛

لاہور ۴ر فروری۔ پنجاب کونسل کا آئندہ اجلاس ۲۵ر فروری سے شروع ہوگا۔ اور ۱۸ر مارچ تک جاری رہے گا ؛

بمبئی کے ایک اخبار کا خاص نامہ نگار مقدمہ قتل باؤلہ اور مہاراجہ اندور کے متعلق یہ اطلاع دیتا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب نے گورنر جنرل کا پیغام موصول ہونے کے بعد فوراً سر تیج بہادر سپرو کو جو اس بارے میں انہیں مشورہ دیتے ہیں طلب کیا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب ان الزامات سے جو ان پر لگائے جاتے ہیں۔ انکار کرتے ہیں۔ اور اس لئے انہیں بلایا گیا ہے۔ کہ آپ ان الزامات کے متعلق اپنی ریاست میں تحقیقات کرائے جانے کے متعلق گورنمنٹ ہند کو مدد دیں۔ تاکہ اس واردات کے آغاز و ابتداء کا پتہ لگ سکے۔ اس مقصد کو مدنظر رکھ کر افسران پولیس ریاست اندور میں پہنچ گئے ہیں۔ اور وہاں ضروری تحقیقات شروع ہوگئی ہے ؛

لاہور۔ ۵ فروری۔ پنجاب میں گذشتہ دو سال کے اندر جبری ابتدائی تعلیم میں بہت کچھ ترقی ہوئی ہے۔ جبری تعلیم کا طریقہ ضلع انبالہ کی دو میونسپلٹیوں اور ۲۱ ڈسٹرکٹ بورڈ مدارس کے حلقوں کے اندر اور ۹ ڈیرہ غازی خاں ایک۔ رہتک ۸، گوڑگانوں اور ۹ کرنال کے حلقوں میں رائج کیا گیا ہے۔ اسوقت ایسے دیہاتی مدارس کے حلقوں کی مجموعی تعداد ۱۳۱ اور میونسپلٹیوں کی ۳۸ ہے۔ جہاں جبری ابتدائی تعلیم شروع کر دی گئی ہے ؛

گورنر مدراس نے اپنے دفتر کے ایک کلرک کو ایک روپیہ جرمانہ اس بنا پر کر دیا۔ کہ اس نے لفظ ولنگڈن کا ہجے غلط کیا تھا ؛

ممالک غیر کی خبریں

پیرس یکم فروری۔ فرانسیسی اخبار "لی ہیومینیٹ" کا بیان ہے۔ کہ بتاریخ ۱۰ر جنوری شام میں جس وقت فرانسیسی دیسی سپاہیوں کے دستوں کو شامیوں کے ایک گروہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ تو انہوں نے اپنے ہتھیار پھینک دیئے۔ اس پر فرانسیسی افواج کے کمانڈر کو مجبور ہو کر کمک بھیجنے کے لئے تین روز تک انتظار کرنا پڑا ؛

رگبی۔ ۴ر فروری۔ شیفیلڈ کے ایوان تجارت کے نائب صدر مسٹر چیمبرلین کا بیان ہے۔ کہ آج کل قبل جنگ کی قیمتوں سے شیفیلڈ میں بنے ہوئے سامان کی قیمتوں کا اضافہ ۲۵ فیصدی سے زیادہ نہیں ہے ؛

اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

منشی عبدالرحمٰن صاحب کشمیری قائمقام پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا